کتاب نما

محسن انسانیتؐ، نعیم صدیقی۔ ناشر: فیصل پبلشرز، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۶۲۴۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

سیرت نگاری کا میدان بھی خوب میدان ہے۔ نہ لکھنے والے سیر ہوتے ہیں اور نہ پڑھنے والے۔ آخر اس ہستی کا ذکر ہے جو مسلمان کو ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ نعیم صدیقی کی **محسن انسانیتؐ** اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے، جس نے ایک پوری نسل کی تربیت کی اور سیرت کے مطالعے کے صحیح رخ سے آشنا کیا۔ مصنف کا کمال یہ ہے کہ اس نے الفاظ اور بیان پر اپنی قدرت کو رسولؐ کی عظمت و محبت سے سرشار ہو کر آپؐ کی زندگی کو اس طرح پیش کیا ہے کہ نہ صرف آپؐ کی شخصیت، بلکہ پورا دور آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ جس طرح کا شدید تاثر کسی بہت اچھی فلم کو دیکھ کر ہوتا ہے وہی اس کتاب کی شان ہے۔

یہ کتاب عرصے سے دستیاب نہ تھی۔ اب فیصل پبلشرز نے اس خوش خبری کے ساتھ شائع کی ہے کہ وہ جناب نعیم صدیقی کی دوسری تمام کتب بھی شائع کریں گے۔ نعیم صدیقی صاحب صرف ادیب اور شاعر ہی نہیں، انھوں نے علمی اور فکری تحریریں بھی لکھیں اور کہا جا سکتا ہے ایک پوری نسل کی تعمیر و تربیت میں سید مودودیؒ کے ساتھ ساتھ ان کا بھی غیر معمولی حصہ رہا ہے۔ ہماری موجودہ نسل **محسن انسانیتؐ** کا مطالعہ کرے تو سیرت کے انقلاب آفریں پیغام تک پہنچے اور نعیم صدیقی صاحب کے مقام کو بھی سمجھے۔

(مسلم سجاد)

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رحمت للعالمینؐ، مرتب: رشید اللہ یعقوب، ناشر: رحمۃ للعالمین ریسرچ سنٹر، ۸ زمزمہ سٹریٹ نمبر ۳، کلفٹن، کراچی ۷۵۶۰۰۔ مجلد مع گردپوش صفحات: ۱۹۲۔ صدقہ جاریہ۔

ایسی کتاب جو دیکھیں تو دیکھتے ہی رہ جائیں! دلکش، خوب صورت طباعت کا شاہکار، موضوع بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام [اور کیا چاہیے، جب کہ صدقہ جاریہ کے طور پر بلغیر قیمت دستیاب ہو!] ۔ اس کتاب میں مرتب نے ان درود و سلام کو جمع کیا ہے جن کی رسولؐ نے خود تعلیم دی ہے۔ مرتب نے یہ درود صرف انھی احادیث سے لیے ہیں جو انھوں نے خود دیکھی ہیں۔ اس طرح اس میں ۲۷ درود اور ۱۴ سلام شامل ہیں۔ پہلے باب میں درود و سلام کے بارے میں سورہ احزاب کی آیت اور ان احادیث کو عربی متن کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں درود و سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں درود و سلام کے فضائل کے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ تیسرے باب میں ۲۷ طرح کے درود، جن کی احادیث

میں تعلیم آئی ہے' عربی متن اور ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ایک مکمل صفحے پر اس درود کی چار رنگ میں نہایت خوب صورت خطاطی فنی شہ پاروں کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں ۱۴ سلام عربی متن اور ترجمے کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ ہر مقام پر حدیث کا مکمل حوالہ دیا گیا ہے۔ پوری کتاب دبیز آرٹ کاغذ پر ہے' ہر صفحے پر چار رنگ کا پھول دار خوب صورت حاشیہ ہے جس نے کتاب کی صوری معیار کو بہت بلند کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر دے اور ایسے اسباب فراہم کرے کہ یہ صدقہ جاریہ جاری رہے۔ (اس ادارے نے قرآن کی بعض سورتیں یسین' واقعہ' ملک' مزمل بھی خوب صورت جیبی سائز میں' پڑھنے کے لیے آسان' شائع کی ہیں جو بلاقیمت طلب کی جا سکتی ہیں)۔ (م - س)

لذت فریاد' علامہ عنایت اللہ۔ ناشر: قرآن اکیڈمی' ۵۰ لالہ زار کالونی' منڈی بہاؤالدین۔ صفحات: ۵۳۹۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

انسانوں کا باہمی ربط' گفتگو کے ذریعے ہوتا ہے۔ گفتگو کی ایک مفصل شکل خطابت ہے۔ بہ قول مصنف: "خطاب کا مقصد اپنے سامعین کے دل و دماغ میں اچھے طریقے اور خوب صورت انداز سے اپنی بات اتارنا ہے" (ص ۲۳۳)۔ اہل عرب کو اپنی زبان دانی پر بھی ناز تھا اور خطابت پر بھی' آنحضرتؐ نے اپنے آپؐ کو افصح العرب قرار دیا ہے۔ برعظیم میں نامور علما اور خطیب پیدا ہوئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد' سید عطا اللہ شاہ بخاری' محمد علی جوہر' ظفر علی خان اور متاخرین میں علامہ احسان الٰہی ظہیر نے خطابت میں نام پیدا کیا۔ بعض اہل سیاست نے بھی خطابت میں شہرت حاصل کی۔ ہر سیاست دان کے لیے مقرر ہونا گویا لازمی سمجھا جانے لگا۔

علامہ عنایت اللہ [گجراتی] ایک ممتاز عالم دین ہیں۔ بہ قول شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک: اسلامی تحریک کو جو عظیم خطبا نصیب ہوئے' ان میں علامہ عنایت اللہ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ وہ اسلامی تحریک اور خطبائے پاکستان میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ہر موضوع پر کامیاب خطابت کی ہے۔ وہ ایک شعلہ بیان مقرر ہیں۔ خطابت کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور اندرون و بیرون ملک ان کی ایک پہچان ہے۔ "لذت فریاد" ان کے تجربات و مشاہدات اور خطابتی سفر کا حاصل ہے۔ (یہ فن تقریر سکھانے والی کتاب نہیں ہے جیسا کہ ڈیل کارنیگی کی کتابیں مشہور ہیں بلکہ یہ فن خطابت پر ایک علمی و تحقیقی مقالہ ہے)۔

کتاب کے مباحث کا دائرہ وسیع ہے۔ قرآن مجید کی آفاقی حیثیت' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خطابت کے انداز' آپؐ کے چیدہ چیدہ اصحاب خصوصاً خلفائے راشدہ کے خطبات کے نمونے' دنیا میں موجود زبانوں کا سلسلہ نسب' الفاظ کا جادو اور عربوں کی فصاحت' اسلام میں آزادی تحریر و تقریر کا تصور' خطابت کی سات قسمیں' بارہ اجزائے خطابت' مولانا نے خطابت کے حوالے سے قیمتی اور عمدہ مواد اکٹھا کیا

ہے۔ حتیٰ کہ بعض متعلقہ سوالات کے جوابات بھی درج کر دیے ہیں۔ بعض مباحث کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر اور کہیں اختصار و تطویل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے' بعض مقامات پر تکرار ہے۔ پہلے باب میں مروجہ زبانوں کے حوالے سے علم الالسنہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے لیکن ان کے حوالے نہیں دیے گئے۔

ایک جگہ علامہ صاحب نے لکھا ہے کہ خطابت صرف اہل عرب کی ہے' یہ رائے محل نظر ہے اس کے بجائے شاید یہ کہنا زیادہ بہتر ہوتا کہ خطابت کے میدان میں اہل عرب دنیا کی دیگر اقوام پر سبقت لے گئے ہیں اور دیگر اقوام کا حصہ اس فن میں کمتر ہے۔ بہرحال اصل بات تو یہ ہے کہ علامہ صاحب نے خطبا کی توجہ جن امور کی طرف دلائی ہے ان پر عمل کر کے قوم کو وحدت کی لڑی میں پرویا جا سکتا ہے۔ اگرچہ کتاب خطبہ' خطیب' خطابت' اسلوب' رمز' نفسیات' دعوت دین اور اکیسویں صدی جیسے متفرق موضوعات کا احاطہ کرتی ہے لیکن اس کے اندر دلچسپی کی کئی اور چیزیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ علماے دین' طلبا اور عام قارئین کے لیے یہ کتاب ایک تحفہ ثابت ہو گی۔ (محمد ایوب منیر)

اسلام اور سودی نظام' محمد آصف احسان۔ ناشر: فاران ہیلی کیشنز' پوسٹ بکس ۱۰۷۱' فیصل آباد۔ صفحات: ۱۷۴۔ قیمت: ۳۵ روپے۔

عہد حاضر کے معاشی مفاسد کی ایک بڑی وجہ معیشت کے رگ و پے میں سود کے زہر کی موجودگی ہے۔ اس نے نہ صرف تقسیم دولت کے منصفانہ نظام کے قیام کو ناممکن بنا دیا ہے بلکہ اشیا و خدمات کی پیدائش کے بارے میں آجروں کے فیصلوں کا رخ بھی عامتہ الناس کی فلاح و بہبود کے بجائے مترفین کی مسرفانہ عیاشیوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ مشرق و مغرب میں سودی نظام کی تلخیوں کا احساس اور اعتراف تو بڑھ رہا ہے لیکن اس کی جگہ غیر سودی نظام کے قیام کی خواہش یا پھر اس کے لیے کوشش ہنوز ناپید ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مغرب کو اپنے معاشی ارتقا کے لیے فراہمی سرمایہ کا' سود کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ نظر نہیں آتا۔ غیر سودی بنیادوں پر تشکیل پانے والا معاشی نظام صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔ کم و بیش ایک ہزار سال تک دنیاے معلوم کے بہت بڑے حصے میں اس کے تحت کاروبار معیشت حسن و خوبی کے ساتھ انجام بھی پاتا رہا۔ مغرب تو اپنے روایتی تعصب کی بنا پر اسلام کے اس نظام کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا لیکن مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تشکیک کا شکار ہے۔

زیر نظر کتاب میں بڑی بالغ نظری کے ساتھ اس تشکیک کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سودی نظام کے مفاسد کا محاکمہ اور اس کے جواز کے نظریات کا ابطال کیا گیا ہے اور قرآن و سنت کے شواہد اور مفکرین اسلام کی آرا کی روشنی میں سود کی برائی کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ روز مرہ زندگی سے تعلق رکھنے والے بہت سے مسائل مثلاً بنک کے سود' انعامی بانڈ' پراویڈنٹ فنڈ' سیونگ سرٹیفکیٹ اور مارک اپ وغیرہ کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

کتاب کی افادیت بہت بڑھ جاتی اگر اس میں بلاسود بنک کاری کا کوئی ماڈل پیش کر دیا جاتا۔ بہ حیثیت مجموعی غیر سودی نظام پر منتشر مواد کو یکجا کرنے اور اس سلسلے میں اسلامی نقطہ نظر کو اعتماد کے ساتھ پیش کرنے کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔ (عبدالحمید ڈار)

قادیانیت سے اسلام تک، محمد متین خالد۔ ملنے کا پتا: مکتبہ تعمیر انسانیت، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۵۴۳۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

اس کتاب میں جناب مولف نے ان ۲۸ خوش نصیب انسانوں کے حالات یکجا کر دیے ہیں جنھوں نے قادیانیت کی آغوش میں آنکھ کھولی، اور ایک عرصے تک اسی گمراہی میں مدہوش و مگن زندگی بسر کرتے رہے۔ ایک مرحلے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ان پر یہ حقیقت کھول دی کہ قادیانیت اسلام کے بہروپ میں کفر و فسق اور ضلالت کے سوا کچھ نہیں۔ ان میں مولانا لال حسین اختر، زیڈ اے سلہری، شفیق مرزا، میجر جنرل (ر) فضل احمد، م ب خالد، ایئرکموڈور رب نواز، مرزا محمد سلیم اختر اور بہت سے دوسرے حضرات شامل ہیں جنھوں نے ربوہ کے اندر قائم اسٹیٹ، وہاں کے "خلیفہ" نظارتوں کے ذمہ داران اور نظم و نسق سے متعلق افراد کے کردار کے بارے میں ایسی شہادتیں پیش کی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ مرزائیت کو کھڑا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کے چہرے کو مسخ کرے، اخلاقیات کو دریا برد کرے اور اسلام کو (جہاد کے بغیر) ایک ایسا دین بنا کر پیش کرے کہ امت مسلمہ، یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے لیے نرم چارہ ثابت ہو۔

اس کتاب کی ایک اور خوبی ان غیر ملکی حضرات کی روداد ہے کہ جنھوں نے نائیجیریا، انڈونیشیا، فلسطین، جرمنی، برطانیہ اور دنیا کے دیگر حصوں سے آ کر اسلام ترک کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار بن گئے، لیکن جب انھوں نے بنظر غائر اسلام کا مطالعہ کیا۔ دین کی بنیادوں کو سمجھا، مرزا قادیانی کے خاندان کا گھناؤنا کردار دیکھا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ ساری نام نہاد دین داری، پیٹ پوجا کے سوا کچھ نہیں ہے تو انھوں نے حق کی طرف لوٹنے میں کوئی تاخیر نہیں کی اور خاتم النبیین کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ یہ تمام داستانیں چشم کشا، ایمان افروز اور معلومات افزا ہیں۔

قادیانیت نے برعظیم سے باہر نکل کر مغربی دنیا اور افریقہ کو اپنا نشانہ بنا رکھا ہے، اور بعض افریقی ممالک کو تو وہ "احمدی" ریاستوں میں تبدیل کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اگرچہ وہاں انھیں زک اٹھانی پڑی ہے اور جنوبی افریقہ اور گیمبیا میں انھیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے، مگر انٹرنیٹ پر وہ اسلام کے حقیقی نمایندے بنے ہوئے ہیں، مبشرین و مبشرات کا سلسلہ جاری ہے وہاں ان کا لٹریچر بھی شائع ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ زیر نظر کتاب کے منتخب حصے، دیگر زبانوں میں ترجمہ کر کے، ان لوگوں تک پہنچائے جائیں

جنھیں قادیانیوں نے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔

جناب محمد متین خالد نے ایک ڈیڑھ برس پہلے "ثبوت حاضر ہیں" شائع کی تھی (تبصرہ ترجمان القرآن مئی ۱۹۹۸، ص ۶۱-۶۶)۔ زیر نظر کتاب کے دیباچے میں انھوں نے بتایا ہے کہ اس کے مطالعے سے کئی قادیانی حضرات، تائب ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ امید ہے یہ کتاب بھی سعید روحوں کو اسلام کی طرف کھینچ لائے گی۔

مرتب نے جس پر خلوص جذبے، سچی لگن اور انتہائی جانفشانی سے یہ کتاب مرتب کی ہے، وہ قابل داد ہے۔ کتابت، طباعت، سرورق اور اہتمام ظاہری کے لحاظ سے بھی کتاب معیاری ہے۔ (م - ا - م)

بابری مسجد سے دست برداری شرعاً جائز نہیں، از عبدالعلیم اصلاحی، ناشر: جامعۃ البنات، سعید آباد، حیدر آباد، مدھیہ پردیش (بھارت)۔ صفحات: ۳۲۔ قیمت: پانچ روپے۔

۶ دسمبر ۱۹۹۲ کو ہندو انتہا پسندوں کے ہاتھوں بابری مسجد کی شہادت امت مسلمہ کے لیے ایک ایسا حادثہ فاجعہ ہے، جس پر اگر کسی کا دل نہ تڑپے تو اسے اپنے ایمان اور دینی حمیت کی خبر لینی چاہیے۔ ریاستی مشینری کی چھتری تلے یہ وحشیانہ عمل ہوا، اس کو روکنا عام مسلمانوں کے بس میں نہ تھا۔ آج بھی مسلمانوں کے دل اس زخم کی ٹیسیں اور چبھن محسوس کرتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے مسلمان دانش ور بھی ہیں جو مداہنت کو حکمت کی گولی قرار دے کر حلق سے اتارنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں ایک نام دہلی کے وحید الدین خان صاحب کا ہے جن کی مساعی کو بھارتیہ جنتا پارٹی اور بھارتی کانگریس پارٹی اس لیے بہ نظر استحسان دیکھتی ہے کہ خان صاحب بھارت میں مسلمانوں کے ہر نقصان کو خود مسلمانوں کی غلطی قرار دیتے ہوئے، انھی مظلوموں کو طعن کا نشانہ بناتے ہیں۔ اسی تسلسل میں وہ نت نئی تاویلات کر کے مسلمانوں کو فکری اور عملی پسپائی کے مختلف گر سیکھنے اور سکھانے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ بابری مسجد کی شہادت کے واقعے کے بعد انھوں نے اپنے جریدہ الرسالہ (مئی ۹۳) میں ایک سہ نکاتی فارمولا (بلکہ فتویٰ سا) پیش کیا۔ جس میں مسلمانوں کو "حکم" دیا کہ: "حکم اضطرار کے تحت ان [مسلمانوں] کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بابری مسجد کے مسئلے سے الگ ہو جائیں، تاکہ اپنے آپ کو مزید ذلت اور ہلاکت سے بچا سکیں.... ہمارا ایسا کرنا اسلامی شریعت کے عین مطابق ہو گا" (ص ۸)۔

عبدالعلیم اصلاحی صاحب نے اس فکر کا تعاقب کرتے ہوئے زیر تبصرہ مقالے میں لکھا ہے: "بلاشبہ نئے حالات کے مطابق اپنے کام کا نقشہ بنانا درست ہے، لیکن وحید الدین صاحب نے کام کا نقشہ بنانے کے نام پر کام کو ختم کرنے کی آواز اٹھائی ہے...." (ص ۲)۔

عبدالعلیم صاحب نے خان صاحب کے فارمولے کا قرآن، سنت اور نظائر کی روشنی میں مدلل تجزیہ

کرتے ہوئے لکھا ہے: "بابری مسجد سے بے تعلق ہونے کو ملک [بھارت] کے ۲۰ کروڑ مسلمانوں کی جان بخشی کے لیے ضروری قرار دے کر گویا سارے مسلمانوں کو ذہنی طور سے تیار کرایا جا رہا ہے' ۳۰ ہزار مساجد سے بے تعلق ہونے کے لیے کیونکہ جس بنیاد پر ایک [بابری] مسجد کو چھوڑا جا سکتا ہے' اس بنیاد پر کسی بھی مسجد کو چھوڑنا "جائز" ہو گا" (ص ۶-۷)۔

اس نقصان پر تڑپنے والوں کو مشورہ دینے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے' صاحب مقالہ نے بتایا ہے کہ: "یہی وہ چیز ہے جو منافقین کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی' جس کی بنا پر' اللہ کی راہ میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے والوں کو [وہ] بے وقوف "سفہا" کہتے تھے" (ص ۵)۔ عبدالعلیم صاحب نے بتایا ہے کہ: "اس نقطہ نظر سے مسجد کے لیے کوئی [بھی] جدوجہد بے نتیجہ نہیں ہے۔ مسجد بنے یا نہ بنے' جو لوگ اس راہ میں جان و مال کی قربانی' اخلاص نیت کے ساتھ پیش کریں گے' ان کا یہ عمل بے انتہا نتیجہ خیز ہو گا" (ص ۵)..... اور "یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ مسلمان بابری مسجد کا نام لینا بند کر دیں تو مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ قرائن و شواہد بتاتے ہیں کہ یہ سلسلہ آسانی سے بند ہونے والا نہیں ہے۔ بہرصورت ہمیں ایک لمبی مزاحمت اور کش مکش سے گزرنا ہے۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ [اب صرف] ایک مسجد کا اور مقامی مسئلہ نہیں ہے' بلکہ اس کا رشتہ اب عالمی سیاست سے جڑ چکا ہے۔ پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کی جو کارروائیاں اور سازشیں چل رہی ہیں' مسلمانان ہند کے تحفظ کا مسئلہ ان کا ایک جزو ہے" (ص ۷)۔ جب کہ "یہ نکاتی فارمولا انہدام مسجد اور تعمیربت خانہ پر مسلمانوں کی رضامندی کے اظہار کا مطالبہ کرتا ہے' اور دھمکی دے رہا ہے کہ [اگر] ایسا تم نہ کرو گے تو نیست و نابود ہو جاؤ گے [حالانکہ] ظلم کو ظلم اور ظالم کو ظالم کہنا ملت اسلامیہ کی زندگی کی علامت ہے۔ بابری مسجد کو منہدم کرنے والے قرآن کی رو سے ظالم ہی نہیں' بلکہ اظلم ہیں۔ ان کے ظالمانہ اقدام پر کوئی غیرت مند مسلمان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ ہم کو اس پر کوئی اعتراض نہیں" (ص ۳۱-۳۲)۔

نام نہاد روشن خیالی کے نام پر حق میں باطل کو ملانے والے گروہ کی قلم درازیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے یہ مقالہ اہمیت کا حامل ہے۔ (سلیم منصور خالد)

اسلامی شریعت کے بنیادی معاشی تصورات' سید معروف شاہ شیرازی۔ ناشر: سید عارف شیرازی' ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ' ملتان روڈ' لاہور۔ صفحات: ۸۸۔ قیمت: ۴۵ روپے۔

عصر حاضر کے بہت سے مسلم مفکرین نے اسلامی نظام معیشت کے مختلف پہلوؤں اور تصورات کو واضح کیا ہے۔ ان میں سید ابوالاعلیٰ مودودی' مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی' مناظر احسن گیلانی' ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نام نمایاں ہیں۔ یہ کتاب فی ظلال القرآن کے مترجم اور متعدد

کتابوں کے مصنف سید معروف شاہ شیرازی کی ایک مختصر مگر عمدہ کاوش ہے۔ دراصل یہ انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی (اسلام آباد) کے مختلف شعبوں میں کی جانے والی تقاریر کا مجموعہ ہے۔

مصنف نے قرآن و سنت کے نصوص کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام کے معاشی تصورات پر بحث کی ہے۔ کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے: عادلانہ معیشت' معاشی جدوجہد' غربت کے خلاف جہاد' عام معاشی پالیسی اور زرعی پالیسی۔

مصنف نے جہاں عالمی تناظر میں معاشی حالات کو پیش نظر رکھا ہے وہاں ملکی حالات کو بھی نظرانداز نہیں ہونے دیا۔ انداز استدلال قرآن و سنت اور تعبیرات مسلمہ کے مطابق عام فہم اور اطلاقی ہے۔ اسلام کے معاشی تصورات کی تفہیم کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ مآخذ و مصادر کی فہرست بھی دینی چاہیے تھی۔ (محمد عبداللہ صالح)

پیام لطیف' تحقیق و تحریر: پروفیسر آفاق صدیقی۔ اقوال سچل' تحقیق و تحریر: پروفیسر آفاق صدیقی۔ دانش ایاز' تحقیق و ترجمہ: آصف فرخی' شاہ محمد پیرزادہ۔ ناشر: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ' اردو بازار' کراچی۔ ہر ایک کے صفحات ۱۹۲' سائز: جیبی۔ قیمت: ۴۰ روپے۔

کسی کتاب کی یہ بھی ایک خوبی ہے کہ اسے آسانی سے پڑھ لیا جائے۔ سندھ کی تین عظیم شخصیات کی تحریروں سے' مقولات کے طرز پر' یہ انتخاب اسی طرح پیش کیا گیا ہے۔ چند جملوں میں' بعض اوقات ایک ہی جملے میں' ایسی حقیقت آشکار کر دی جاتی ہے یا آشکار حقیقت اس انداز سے پیش کر دی جاتی ہے کہ قلب و ذہن پر اثر کر جاتی ہے۔ ان کتابوں کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ اردو پڑھنے والے سندھ کی دانائی سے آشنا ہوتے ہیں اور اس طرح مغائرت کے کچھ پردے ہٹ جاتے ہیں' اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔ ہر کتاب کے آغاز میں شخصیت کے حالات کا بیان ہے۔ پھر اس کے بارے میں چند آرا پیش کی گئی ہیں اور پھر ایک صفحے پر ایک بات کا سلسلہ ہے۔

شاہ لطیف (۱۶۷۸ - ۱۷۵۲) سندھ کے مقبول ترین صوفی شاعر ہیں۔ آپ کا شاہ جو رسالو دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ کتاب سے ان کے چند اقوال:

۱۔ ناقہ [نفس] کے پاؤں میں مضبوط زنجیریں ڈال دو' اگر آزاد چھوڑو گے تو بھک جائے گا' یہ بدک جائے تو مشکل سے قابو میں آتا ہے۔ ۲۔ آب رواں جن کا مسکن ہو' وہ نادان تشنہ لب رہیں' یہ ایسا ہی ہے جیسے رگ جان سے قریب تر رہنے والے محبوب کو ہم نہ اپنائیں۔ ۳۔ اے سوالی! اس سے مانگ جو ہر روز دیتا ہے۔ دنیا کے چھوٹے دروازوں پر کیوں صدا لگاتا ہے' یہ دے کر کل تجھے طعنے دیں گے۔ ۴۔ آدمی کی بساط ہی کیا ہے جیسے کوئی حباب پھوٹ گیا یا کسی پرفشاں پرندے سے دفعتاً آشیانہ چھوٹ گیا۔ ۵۔ برکھا رت

آئی' بادل چھائے' کسانوں نے ہل اٹھائے' غلہ بان مسرور و شادمان ہوئے۔ آج پھر میرا محبوب لباس باراں میں ملبوس ہوا ہے۔

سچل سرمست (۱۷۳۹ - ۱۸۲۷) کے جد امجد محمد بن قاسم کے مشیر کی حیثیت سے سندھ آئے اور سیہون کے گورنر بنائے گئے۔ سچل سرمست بھی سندھ کے مشہور صوفی شاعر ہیں اور ان کا عرس اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کے بعض اقوال:

۱۔ نفس کو تین چیزوں سے قابو میں رکھا جا سکتا ہے: خاموشی کے خنجر سے' بھوک کی تلوار سے اور تنہائی کے نیزے سے۔ ۲۔ کنواں کھودنے کے لیے ڈھیروں مٹی کھودی جاتی ہے' تب کہیں ان دیکھے پانی کی شکل نظر آتی ہے۔ یہ غیب پر یقین رکھنا ہی تو ہے جو زمین کی تہوں سے پانی برآمد کرتا ہے۔ ۳۔ میں نے عالموں اور حافظوں کی بے عملی دیکھی' قاضیوں کی بے خبری' شریفوں کو غم و اندوہ میں پایا اور کمینوں کو موج اڑاتے دیکھا۔ زاہد و عالم' حاکم کے در پر خراب و کھجل۔ ضمیر فروش عالم کمینی دنیا کے پھیر میں سرگرداں' کتوں کے گلوں میں سونے کے گلوبند۔

شیخ ایاز (۱۹۲۳ - ۱۹۹۷) جدید دور کے سندھ کے مشہور دانش ور تھے۔ سندھ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے۔ اردو میں بھی مجموعہ کلام شائع ہوئے ہیں۔ ان کی شہرت ایک ملحد اور قوم پرست کی رہی لیکن آخری ایام میں انھیں ایمان کی سعادت حاصل ہوئی۔ سندھی میں ان کی دعاؤں کی کتاب بہت مقبول ہوئی ہے۔ چند اقتباسات:

۱۔ اگر میری شاعری تمھیں خدا کے وجود کا ثبوت نہیں معلوم ہو رہی' تو پھر تمھیں اور کیا ثبوت چاہیے۔ ۲۔ تہذیب کے کئی معانی ہیں: صارفین کے لیے زیادہ سے زیادہ چیزیں' عارفین کے لیے کم سے کم۔ ۳۔ مشتری اور مریخ بہت دور ہیں' تم ان سے بھی آگے دیکھو' اپنے اندر!

فضلی سنز نے طباعت میں نام پیدا کیا' اب اپنی چھاپ بھی لگا دی ہے۔ ۲۰ ویں صدی کے اختتام اور اکیسویں کی آمد پر مغرب میں بہت کچھ ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں کیلنڈر انھی کا چلتا ہے' اس لیے ہمیں بھی کچھ سوچنا اور کرنا چاہیے۔ کیوں نہ کوئی ادارہ مسلم نشات ثانیہ کے حوالے سے صدی کی ۱۰ اہم ترین شخصیات کے اس طرح کے مجموعے تیار کرے اور شائع کرے۔ کیوں نہ فضلی سنز ہی! (م - س)